

سیر پہلے درویش کی

میر آئن دہلوی

پہلی بات : اُردو نثر اپنے ابتدائی زمانے (اٹھارہویں صدی) میں قرآن اور مذہبی رسالوں کے ترجموں، مختصر اور طویل قصے کہانیوں اور اخلاقی نصیحتوں کے عربی فارسی اسالیب میں نمو پا رہی تھی۔ یہ ہمارے زمانے کی بول چال کی زبان کی طرح نہیں تھی۔ انگریزی سرکار نے اپنے ملازموں اور فوجیوں کی تعلیم کے لیے ہندوستان میں جب درسی نصاب تیار کیا تو عام نثری زبان کے نمونے اس کے سامنے نہیں تھے۔ کوکاتا کے فورٹ ولیم کالج میں درسی کتابوں کی تیاری کے لیے ایسے نثری مقرر کیے گئے جو سرکاری حکم کے مطابق اُردو نظم و نثر کا تعلیمی مواد تیار کرتے۔ اس ضمن میں کچھ داستانیں مثلاً حاتم طائی اور چار درویشوں کے قصے عام گفتگو کی نثر میں لکھوائے گئے۔

چار درویشوں کا قصہ فارسی اور فارسی جیسی دقیق اُردو میں خاصا مقبول تھا۔ میر عطا حسین خاں تحسین نے اس کا ترجمہ 'نوطرِ مرصع' کے نام سے کیا تھا لیکن اس ترجمے کی زبان عام بول چال کی زبان نہیں ہے۔ فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل جان گلکرسٹ نے اس قصے کو میر آئن دہلوی سے لکھوایا۔ اس کا نام 'باغ و بہار' رکھا گیا۔ 'باغ و بہار' ایک مختصر داستان ہے۔

تاریخ کے جھروکے سے...

اٹھارہویں صدی کے آخر میں ٹیپو سلطان کی شہادت (۱۷۹۹ء) کے بعد انگریز جنوبی ہندوستان کے بڑے حصے پر قابض ہو گئے۔ اس وقت حکومت کی دفتری زبان فارسی تھی لیکن عوامی سطح پر بولی اور سمجھی جانے والی زبان اُردو تھی۔ انگریز گورنر جنرل ویلزی نے انگلینڈ سے آنے والے نئے حکام اور عام ملازمین کو دیسی زبان سے واقف کرانے کے مقصد کے تحت ۴ مئی ۱۸۰۰ء کو ایک مستقل تعلیمی ادارے 'فورٹ ولیم کالج' کی بنیاد ڈالی۔ ویلزی نے کالج میں کئی شعبے قائم کیے اور لائق اساتذہ کا تقرر کیا۔ ڈاکٹر جان گلکرسٹ کو ہندوستانی زبان کے شعبے کا صدر منتخب کیا۔ گلکرسٹ نے ہندوستانی انگریزی لغت، ہندوستانی علم اللسان، اُردو صرف و نحو اور مشرقی زبان دانہ جیسے موضوعات پر مشتمل تقریباً ڈیڑھ درجن کتابیں لکھی ہیں۔ انھوں نے نہ صرف خود تصنیف و تالیف کا کام کیا بلکہ اس عہد کے کئی نامور نثر نگاروں کی خدمات حاصل کیں اور ان سے ایسی کتابیں ترجمہ، تصنیف و تالیف کرائیں جن میں سے اکثر آج بھی بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

داستان کہانی سنانے کا ایک طریقہ ہے جس میں ایک کہانی میں کئی کہانیاں سنائی جاتی ہیں۔ چار درویش اپنی اپنی کہانی سناتے اور ان کی کہانیوں میں بھی کئی چھوٹی چھوٹی کہانیاں شامل نظر آتی ہیں۔ کبھی ان کہانیوں میں ہلکا سا ربط بھی نظر آتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ داستان میں سنائی جانے والی کہانیوں کا آپس میں کوئی ربط بھی ہو۔ داستان میں ایک مرکزی کردار ہوتا ہے۔ کسی بڑی ہم کو سر کرنے کے لیے وہ کئی طرح کے خطرناک مرحلوں سے گزرتا ہے۔ جب وہ مہم سر ہو جاتی ہے تو ایک خاص منزل پر داستان اپنے انجام تک پہنچتی ہے۔ عام طور پر داستانوں کا انجام خوش گوار ہوتا ہے۔ داستان میں دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سننے یا پڑھنے والے کے تجرّ اور تجسس کو قائم رکھے۔ مافوق الفطرت عناصر اور کردار بھی داستان کے تجرّ کی فضا کو قائم رکھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ داستان کو ایک کے بعد ایک کئی مراحل سے گزرا جاتا ہے اور اس کے بیان میں زبان ایسی استعمال کی جاتی ہے کہ داستان کی طوالت اکتاہٹ کا سبب نہیں بننے پاتی۔

میں یہاں بھی ہوں !

آٹھویں جماعت - اُردو بال بھارتی

اس سبق کا عنوان 'سیر پہلے درویش کی' ہے۔ لفظ 'سیر' یہاں عام قسم کے سیر سپاٹے کا بیان نہیں بلکہ درویش کی زندگی میں کیسے کیسے واقعات پیش آئے، اس کا تعلق کن لوگوں سے تھا، کہانی سنانے والے نے ان کے ساتھ کیسے حالات دیکھے اور اس کی زندگی کے سفر کا انجام کیا ہوا، یہ ساری باتیں لفظ 'سیر' کے مفہوم کو ظاہر کرتی ہیں۔

جان پہچان : میرامن کے حالات پوری طرح معلوم نہیں البتہ ان کے متعلق چند باتیں معروف ہیں۔ وہ ۱۷۵۰ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام میرامن بھی بتایا جاتا ہے۔ ان کا تخلص لطف تھا۔ وہ فارسی کے عالم تھے۔ انھوں نے فارسی تصنیف 'اخلاقِ محسنی' کا اردو ترجمہ 'گنجِ خوبی' کے نام سے کیا ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے حملے کے بعد دہلی جب برباد ہو گئی تو میرامن عظیم آباد (پٹنہ) جا بسے۔ یہاں بھی ان کے حالات ناسازگار رہے تو انھوں نے کلکتے کی راہ لی۔ یہاں کچھ دنوں بعد فورٹ ولیم کالج کے پرنسپل ڈاکٹر جان گلکرسٹ تک ان کی رسائی ہوئی جنھوں نے منشی کے عہدے پر ان کا تقرر کر دیا۔ وہ پانچ برس کالج میں ملازم رہے۔ اس مدت میں انھوں نے 'باغ و بہار' تصنیف کی۔ 'باغ و بہار' پر میرامن کو کالج کی طرف سے پانچ سو روپے انعام دیے گئے۔ ۱۸۳۷ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

پہلا درویش دوزانو ہو بیٹھا اور اپنی سیر کا قصہ اس طرح سے کہنے لگا:

ذرا ادھر متوجہ ہو اور ماجرا اس بے سرو پا کا سنو۔ اے یاراں! میری پیدائش اور وطن بزرگوں کا ملک یمن ہے۔ والد اس عاجز کا ملک التجار، خواجہ احمد نام، بڑا سوداگر تھا۔ اُس وقت میں کوئی مہاجن یا مپاری اُن کے برابر نہ تھا۔ اکثر شہروں میں کوٹھیاں اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھے اور لاکھوں روپے نقد اور جنس ملک ملک کی گھر میں موجود تھی۔ اُن کے یہاں دو بچے پیدا ہوئے، ایک تو یہی فقیر جو کفنی، سیلی پہنے ہوئے، مرشدوں کی حضوری میں حاضر اور بولتا ہے۔ دوسری ایک بہن، جس کو قبلہ گاہ نے اپنے جیتے جی اور شہر کے سوداگر بچے سے شادی کر دی تھی، وہ اپنی سسرال میں رہتی تھی۔

غرض جس کے گھر میں اتنی دولت اور ایک لڑکا ہو، اُس کے لاڈ پیار کا کیا ٹھکانا! مجھ فقیر نے بڑے چاچو سے ماباپ کے سایے میں پرورش پائی اور پڑھنا لکھنا، سپاہ گری کا کسب و فن، سوداگری کا بھی کھاتا، روزنامہ سیکھنے لگا۔ چودہ برس تک نہایت خوشی اور بے فکری میں گزری۔ کچھ دنیا کا اندیشہ دل میں نہ آیا۔ یک بہ یک ایک ہی سال میں والدین قضائے الہی سے مر گئے۔ عجب طرح کا غم ہوا، جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ ایک بارگی یتیم ہو گیا، کوئی سر پر بوڑھا بڑا نہ رہا۔ اس مصیبت ناگہانی سے رات دن رویا کرتا تھا، کھانا پینا سب چھوٹ گیا۔ چالیس دن جوں توں کر کئے۔ چہلم میں اپنے بیگانے، چھوٹے بڑے جمع ہوئے۔ جب فاتحہ سے فراغت ہوئی، سب نے فقیر کو باپ کی پگڑی بندھوائی اور سمجھایا: دنیا میں سب کے ماباپ مرتے آئے ہیں اور اپنے تئیں بھی ایک روز مرنا ہے؛ پس صبر کرو، اپنے گھر کو دیکھو۔ اب باپ کی جگہ تم سردار ہوئے، اپنے کاروبار، لین دین سے ہوشیار رہو۔ تسلی دے کر و رخصت ہوئے۔ گماشتے، کاروباری، نوکر چاکر جتنے تھے، آں کر حاضر ہوئے، نذریں دیں اور بولے: کوٹھے نقد و جنس کے اپنی نظر مبارک سے دیکھ لیجے۔ ایک بارگی جو اُس دولت بے انتہا پر نگاہ پڑی، آنکھیں کھل گئیں۔ دیوان خانے کی تیاری کا حکم کیا۔ فراشوں نے فرش فروش بچھا کر چھت، پردے، چلوئیں تکلف کی لگا دیں۔ اور اچھے اچھے خدمت گار دیدار و نوکر رکھے، سرکار سے زرق برق کی پوشاکیں بنوا دیں۔ فقیر مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھا۔ ویسے ہی آدمی غنڈے، پھانکڑے، مفت پر کھانے پینے والے، جھوٹے، خوشامدی آکر آشنا ہوئے اور مصاحب بنے۔ اُن سے آٹھ پہر صحبت رہنے لگی۔ ہر کہیں کی باتیں اور زٹلتیں، واہی تباہی ادھر ادھر کی کرتے اور کہتے: اس جوانی کے عالم میں کیتکی کی شراب یا گل گلاب کھنچو ایسے اور عیش کیجیے۔

غرض، آدمی کا شیطان آدمی ہے۔ ہر دم کے کہنے سننے سے اپنا بھی مزاج بہک گیا۔ شراب، ناچ اور جوئے کا چرچا شروع ہوا۔ پھر تو یہ نوبت پہنچی کہ سوداگری بھول کر، تماشائی بنی کا اور دینے لینے کا سودا ہوا۔ اپنے نوکر اور رفیقوں نے جب یہ غفلت دیکھی؛ جو جس کے ہاتھ پڑا، الگ کیا۔ گویا لوٹ مچادی۔ کچھ خبر نہ تھی، کتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے، کہاں سے آتا ہے اور کیدھر جاتا ہے۔ مال مفت دل بے رحم۔ اس ورخرچی کے آگے اگر گنج قارون کا ہوتا تو بھی وفانہ کرتا۔ کئی برس کے عرصے میں ایک بارگی یہ حالت ہوئی کہ فقط ٹوپی اور لنگوٹی باقی

رہی۔ دو آشناء جو دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے اور چمچا بھر خون اپنا ہر بات میں زبان سے نثار کرتے تھے، کافور ہو گئے، بلکہ راہ باٹ میں اگر کہیں جھینٹ ملاقات ہو جاتی تو آنکھیں چرا کر منہ پھیر لیتے۔ اور نوکر چاکر، خدمت گار، بہیلیے، ڈھلپتے، خاص بردار، ثابت خانی؛ سب چھوڑ کر کنارے لگے۔ کوئی بات کا پوچھنے والا نہ رہا جو کہے: یہ کیا تمہارا حال ہوا؟ سوائے غم اور افسوس کے کوئی رفیق نہ ٹھہرا۔ اب دمڑی کی ٹھڈیاں میسر نہیں جو چبا کر پانی پیوں۔ دو تین فاقے کڑا کے کھینچے، تاب بھوکھ کی نہ لاسکا؛ لاچار بے حیائی کا برقع منہ پر ڈال کر، یہ قصد کیا کہ بہن کے پاس چلیے؛ لیکن یہ شرم دل میں آتی تھی کہ قبلہ گاہ کی وفات کے بعد نہ بہن سے کچھ سلوک کیا نہ خالی خط لکھا؛ بلکہ اُس نے دو ایک خط خطوط ماتم پرسی اور اشتیاق کے جو لکھے، اُن کا بھی جواب اُس خواب خرگوش میں نہ بھیجا۔ اس شرمندگی سے جی تو نہ چاہتا تھا، پر سوائے اُس گھر کے اور کوئی ٹھکانا نظر میں نہ ٹھہرا۔ جوں توں پایادہ، خالی ہاتھ، گرتا پڑتا، ہزار محنت سے کئی منزلیں کاٹ کر، ہمیشہ کے شہر میں جا کر اُس کے مکان پر پہنچا۔

دو ماہ جاتی میرا یہ حال دیکھ کر، بلائیں لے اور گلے مل کر بہت روئی۔ تیل، ماش اور کالے ٹکے مجھ پر سے صدقے کیے، کہنے لگی: اگرچہ ملاقات سے دل بہت خوش ہوا، لیکن بھیا! تیری یہ کیا صورت بنی؟ اس کا جواب میں کچھ نہ دے سکا، آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر چپکا ہو رہا۔ بہن نے جلدی خاصی پوشاک سلوا کر حمام میں بھیجا۔ نہا دھو کر دو کپڑے پہنے۔ ایک مکان اپنے پاس بہت اچھا، تکلف کا میرے رہنے کو مقرر کیا۔ صبح کو شربت اور لوزیات، حلوا سوہن، پستہ، مغزی ناشتے کو؛ اور تیسرے پہر میوے خشک وتر، پھل پھلاری؛ اور رات دن دونوں وقت پلاؤ، نان، قلیے، کباب تحفہ تحفہ، مزے دار منگوا کر اپنے روبرو کھلا کر جاتی، سب طرح خاطر داری کرتی۔ میں نے ویسی تصدیق کے بعد جو یہ آرام پایا، خدا کی درگاہ میں ہزار ہزار شکر بجالایا۔ کئی مہینے اس فراغت سے گزرے کہ پانوا اُس خلوت سے باہر نہ رکھا۔

ایک دن دو بہن (جو بجائے والدہ کے، میری خاطر رکھتی تھی) کہنے لگی: اے بہن! تو میری آنکھوں کی پتلی اور ماہاپ کی موٹی مٹی کی نشانی ہے، تیرے آنے سے میرا کلیجا ٹھنڈا ہوا، جب تجھے دیکھتی ہوں، باغ باغ ہوتی ہوں، تو نے مجھے نہال کیا؛ لیکن مردوں کو خدا نے کمانے کے لیے بنایا ہے، گھر میں بیٹھے رہنا اُن کو لازم نہیں۔ جو مرد نکھٹو ہو کر گھر سینتا ہے اُس کو دنیا کے لوگ طعنہ مہنا دیتے ہیں۔ خصوصاً اس شہر کے آدمی، چھوٹے بڑے، بے سبب تمہارے رہنے پر کہیں گے: اپنے باپ کی دولت دنیا کھوکھا کر، بہنوتی کے ٹکڑوں پر آپڑا۔ یہ نہایت بے غیرتی اور میری تمہاری ہنسائی اور ماہاپ کے نام کو سبب لاج لگنے کا ہے۔ نہیں تو میں اپنے چمڑے کی جوتیاں بنا کر تجھے پہناؤں اور کیلجے میں ڈال رکھوں۔ اب یہ صلاح ہے کہ سفر کا قصد کرو، خدا چاہے تو دن پھریں اور اس حیرانی اور مفلسی کے بدلے، خاطر جمعی اور خوشی حاصل ہو۔

یہ بات سن کر مجھے بھی غیرت آئی، اُس کی نصیحت پسند کی، جواب دیا: اچھا! اب تم ما کی جگہ ہو، جو کہو، سو کروں۔ یہ میری مرضی پاکر، گھر میں جا کے، پچاس توڑے اشرفی کے اَصیل اور لونڈیوں کے ہاتھوں میں لوار کر میرے آگے لا رکھے اور بولی: ایک قافلہ سودا گروں کا دمشق کو جاتا ہے؛ تم ان روپیوں سے جنس تجارت کی خرید کرو۔ ایک تاجر ایمان دار کے حوالے کر کے، دست آویز پکی لکھوا لو اور آپ بھی قصد دمشق کا کرو۔ وہاں جب خیریت سے جا پہنچو؛ اپنا مال مع منافع سمجھ بوجھ لچو، یا آپ بیچو۔

میں وہ نقد لے کر بازار میں گیا۔ اسباب سودا گری کا خرید کر ایک بڑے سودا گر کے سپرد کیا، نوشت خواند سے خاطر جمع کر لی۔ دو تاجر دریا کی راہ سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔ فقیر نے خشکی کی راہ چلنے کی تیاری کی۔ جب رخصت ہونے لگا؛ بہن نے ایک سرے پاو بھاری اور ایک گھوڑا جڑاؤ ساز سے تواضع کیا۔ اور مٹھائی، پکوان ایک خاص دان میں بھر کر ہرنے سے لٹکا دیا اور چھاگل پانی کی شکار بند

میں بندھوا دی۔ امام ضامن کا روپیا میرے بازو پر باندھا۔ وہی کاٹیکا ماتھے پر لگا کر، آنسو پی کر بولی: سدھارو، تمہیں خدا کو سونپا! پیٹھ دکھائے جاتے ہو، اسی طرح جلد اپنا منہ دکھائیو! میں نے فاتحہ خیر کی پڑھ کر کہا: تمہارا بھی اللہ حافظ ہے۔ میں نے قبول کیا! وہاں سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا اور خدا کے توکل پر بھروسہ کر کے، دو منزل کی ایک منزل کرتا ہوا دمشق کے پاس جا پہنچا۔

معانی و اشارات



چلوں	- بے معنی، فضول	بے سرو پا
تکلف کی	- تاجروں کا بادشاہ، بہت بڑا تاجر	ملک التجار
دیدار	- مالدار، سیٹھ	مہاجن
پھانکڑے	- تاجر، بیوپاری	بیپاری
آٹھ پہر	- دلال	گماشتے
صحبت رہنا	- لمبا کرتا	کفنی
زٹلیں	- کالے ریشم کی بنی ہوئی ڈوری جسے گلے میں پہنتے ہیں۔	سیلی
واہی تباہی	- سامنے	حضور میں
کیتکی	- مراد والد	قبلہ گاہ
آدمی کا شیطان آدمی	- دوسرا شہر	اور شہر
ہے	- ماں (’ما‘ پرانا املا ہے)	ما
نوبت	- لاڈ پیار	چا و چوز
کیدھر	- حاصل	کسب
مالِ مفت دل بے رحم	- حساب کتاب	بہی کھاتا
باری، حالت	- وہ بیاض جس میں بیوپاری روز کا	روز نامہ
کیدھر (’کیدھر‘ پرانا املا ہے)	- حساب کتاب لکھتے ہیں، بہی کھاتا	
(کہاوت) مفت کے مال کو	- اللہ کی مرضی	قضاء الہی
بے حساب خرچ کرنا	- اچانک	ایک بارگی
فضول خرچی	- اچانک آنے والی مصیبت	مصیبت ناگہانی
حضرت موسیٰ کے زمانے کا ایک بہت	- فرصت	فراغت
دولت مند مگر کنجوس آدمی	- خود	اپنے تئیں
ساتھ نہ دینا	- وہ (’وو‘ پرانا املا ہے)	وو
گہری دوستی ہونا	- حیران رہ جانا	آنکھیں کھل جانا
غائب ہو جانا، ساتھ چھوڑ کر چلے جانا	- فرش بچھانے والا	فرش
راستہ چلتے ہوئے		
بہیلیا کی جمع، شکار کے وقت تیر کمان		
لے کر چلنے والے ملازم، پرندوں کے		
شکاری		

نہال کرنا - خوش کردینا
 گھر سینا - گھر میں بے کار پڑے رہنا
 طعنہ مہنا دینا - طعنہ دینا، طنز کرنا
 ہنسائی - بے عزتی
 اپنے چمڑے کی { مراد حد سے زیادہ محبت کرنا
 جوتیاں بنا کر پہنانا
 کلیجے میں ڈال رکھنا - بہت محبت کرنا
 خاطر جمعی - اطمینان
 توڑے - توڑا کی جمع (ایک ہزار اشرفیوں کی
 تھیلی)
 اصیل - نوکرانی
 دست آویز - دستاویز، عہد نامہ
 نوشت خواند - لکھا پڑھی
 سرے پاو - کپڑوں کا پورا جوڑا
 جڑاؤ - گننے جڑا ہوا
 تواضع کرنا - پیش کرنا
 خاص دان - ٹفن، توشہ دان
 ہرنا - گھوڑے کی کاٹھی کا وہ حصہ جس سے
 کچھ سامان لٹکایا جاسکتا ہے۔
 امام ضامن کا روپیا - ایک رسم کے مطابق سفر پر جانے
 والے کے بازو پر شگون کے لیے
 باندھا جانے والا روپیا
 دہی کا ٹیکا لگانا - سفر پر جانے والے کی پیشانی پر نیک
 شگون کے لیے دہی لگایا جاتا ہے
 دو منزل کی ایک منزل { تیز رفتاری سے
 کرتے ہوئے

ڈھلیٹ - لگام تھام کر چلنے والے ملازم
 خاص بردار - بندوق اٹھا کر چلنے والے ملازم
 ثابت خانی - ہتھیار سے لیس سپاہی
 ٹھڈیاں - ٹھڈی کی جمع، بھونے ہوئے اناج کے
 دانے جو پوری طرح کھلتے نہیں
 بھوکھ - بھوک ('بھوکھ' پرانا املا ہے)
 بے حیائی کا برقع منہ { ڈھیٹ پن سے
 پر ڈال کر
 اشتیاق - شوق، چاہت
 خوابِ خرگوش - بے پروائی
 ہم شیر - بہن
 ماجائی - بہن
 تیل، ماش اور کالے { نظر اتارنا
 ٹکے صدقے کرنا
 خاصی - عمدہ
 لوزیات - لوز کی جمع، بادام کی برنی جس میں
 دوسرے میوے بھی ملائے جاتے ہیں۔
 مغزی - بادام پستے کا سفید حلو
 تحفہ تحفہ - طرح طرح کے
 تصدیج - تکلیف
 پانو - پاؤں ('پانو' پرانا املا ہے)
 خلوت - تنہائی
 خاطر رکھنا - خیال رکھنا
 بہن - بھائی
 آنکھوں کی پتلی - بہت قریبی، پیارا
 موئی مٹی - مردہ مٹی، جن کا انتقال ہو چکا ہو

انٹرنیٹ کی دنیا سے

- www.urdulibrary.org
- www.urduword.com
- www.urducouncil.nic.in
- www.urdustudies.com
- www.afsaney.com
- www.urdulibrary.paigham.net

ہو چکا ہے۔ ان کی جگہ مناسب لفظ کا انتخاب کر کے جملے دوبارہ اس طرح لکھیے کہ ان کا مفہوم تبدیل نہ ہو۔

- ۱۔ مجھ فقیر نے بڑے چا و چوز سے ماباپ کے سایے میں پرورش پائی۔
- ۲۔ مال مفت دل بے رحم، اس ور خرچی کے آگے اگر گنج قارون کا ہوتا تو بھی وفانہ کرتا۔
- ۳۔ اے بیرن! تو میری آنکھوں کی پتلی اور ماباپ کی موٹی مٹی کی نشانی ہے۔
- ۴۔ خدا کے توکل پر بھروسہ کر کے دو منزل کی ایک منزل کرتا ہوا دمشق کے پاس جا پہنچا۔

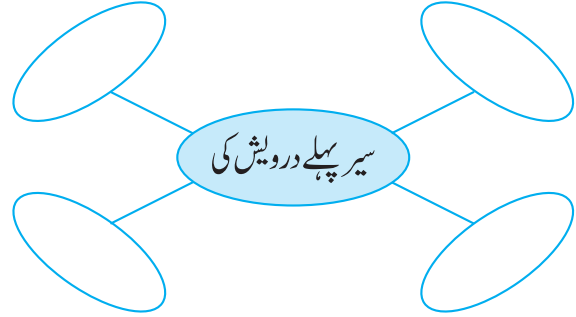
ہدایات کے مطابق عمل کیجیے۔

- ۱۔ سبق میں 'بہن' کے لیے دو الگ الگ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ انھیں لکھیے۔
- ۲۔ 'قضائے الہی' کو اپنے جملے میں استعمال کیجیے۔
- ۳۔ 'آدمی کا شیطان آدمی ہے' اس کہاوٹ کا مفہوم واضح کیجیے۔
- ۴۔ 'سیر پہلے درویش کی' سبق سے پانچ محاورے تلاش کر کے لکھیے۔
- ۵۔ 'نوشت خواند سے خاطر جمع کر لی' جملے کا مطلب لکھیے۔
- ۶۔ تیرے آنے سے میرا کلیجا ٹھنڈا ہوا، جب تجھے دیکھتی ہوں باغ باغ ہوتی ہوں۔ اس جملے سے محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

جملے میں خط کشیدہ لفظوں کی جگہ اقتباس میں آئے ہوئے الفاظ لکھیے۔

- ۱۔ چہلم میں سب دور قریب کے رشتہ دار جمع ہوئے۔
- ۲۔ جب دعوت سے فرصت ہوئی تو سب نے فقیر کو باپ کی ٹوپی پہنائی۔
- ۳۔ لاچار بے حیائی کا برقع پہن کر بہن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا۔

* سبق کی روشنی میں شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔



* الفاظ اور معنی کی صحیح جوڑیاں لگائیے۔

معنی	الفاظ
دلالت	گماشتے
تیرکمان لے کر چلنے والے ملازم	پھاکنڑے
بندوق اٹھا کر چلنے والے ملازم	مصاحب
ہتھیار سے لیس سپاہی	بہلیے
لفنگے، بد معاش	خاص بردار
لگام تھام کر چلنے والے ملازم	ثابت خانی
ہمیشہ ساتھ رہنے والے	

* درج ذیل محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

آنکھیں کھل جانا، وفانہ کرنا، دانت کاٹی روٹی کھانا، کافور ہو جانا، تاب نہ لانا۔

* خود کو پہلا درویش تصور کر کے داستان کا یہ حصہ ہمارے

زمانے میں بولی جانے والی زبان میں مختصر بیان کیجیے۔

* درج ذیل جملے کہنے والوں کے نام لکھیے۔

- ۱۔ ”اب باپ کی جگہ تم سردار ہوئے، اپنے کاروبار، لین دین سے ہوشیار رہو۔“
- ۲۔ ”کوٹھے نقد و جنس کے اپنی نظر مبارک سے دیکھ لیجے۔“
- ۳۔ ”غرض آدمی کا شیطان آدمی ہے۔ ہر دم کے کہنے سننے سے اپنا بھی مزاج بہک گیا۔“
- ۴۔ ”اے بیرن! تو میری آنکھوں کی پتلی اور ماباپ کی موٹی مٹی کی نشانی ہے۔“

* نیچے دیے ہوئے جملوں کے خط کشیدہ الفاظ کا استعمال متروک

۴۔ شب و روز پلاؤ، نان قلیے، کباب طرح طرح کے
مزے دار منگوا کر کھلا کر جاتی۔

۵۔ امام ضامن کا روپیہ ماتھے پر باندھا اور دہی کا ٹیکا بازو میں دیا۔

* **ذیل کے جملوں پر اظہار خیال کیجیے۔**

- ۱۔ جوانی کے عالم میں کیتکی کی شراب یا گل گلاب کھنچوایئے اور عیش کیجیے۔
- ۲۔ بری صحبت کے مضر اثرات
- ۳۔ اگر آپ کسی طرح دولت مند ہو جاتے ہیں۔

عملی قواعد

مفرد جملہ

- ۱۔ پہلا درویش دوزانو ہو بیٹھا۔
 - ۲۔ ان کے یہاں دو بچے پیدا ہوئے۔
 - ۳۔ وہ اپنی سسرال میں رہتی تھی۔
 - ۴۔ چالیس دن جوں توں کر کے کٹے۔
 - ۵۔ آدمی کا شیطان آدمی ہے۔
 - ۶۔ فقیر مسند پر بیٹھا۔
- ان جملوں کو غور سے پڑھیے۔ ہر جملہ دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے جیسے

پہلا درویش - دوزانو ہو بیٹھا

ان کے یہاں - دو بچے پیدا ہوئے

جملے کی اس قسم کے بارے میں آپ گزشتہ جماعتوں میں پڑھ چکے ہیں کہ اس قسم کے جملے کے اجزا **مبتدا** اور **خبر** کہلاتے ہیں۔ جس جملے میں صرف یہ دو اجزا پائے جاتے ہوں، اسے **مفرد جملہ** کہتے ہیں۔

* **اوپر کے باقی چار جملوں کو مبتدا اور خبر میں تقسیم کیجیے۔ سبق 'سیر پہلے درویش کی' سے دوسرے مفرد جملے تلاش کر کے لکھیے۔**

مرکب جملہ

- ۱۔ کئی مہینے اس فراغت سے گزرے کہ / پانو اس خلوت سے باہر نہ رکھا۔
- ۲۔ تحسین نے اس کتاب کا ترجمہ 'نوطرِ مرصع' کے نام

سے کیا تھا / لیکن / اس ترجمے کی زبان عام بول چال کی نہیں ہے۔

۳۔ دنیا میں سب کے بابا پ مرتے آئے ہیں / اور / اپنے تئیں بھی ایک روز مرنا ہے۔

اوپر دی ہوئی مثالوں کے جملے دو دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ان مثالوں میں 'کہ، لیکن، اور' (ترجمے خطوط کے درمیان لکھے ہوئے الفاظ) اپنے سے پہلے اور بعد میں آنے والے جملوں کو جوڑ رہے ہیں۔ اس طرح جوڑے ہوئے دو جملوں کے مجموعے کو **مرکب جملہ** کہتے ہیں۔

مرکب جملہ دراصل دو مفرد جملوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ان میں ہر جملہ پورے معنی دیتا ہے۔ یہ جملہ 'کہ، لیکن / اور' لفظوں کے علاوہ 'پھر / ورنہ / مگر / یا' وغیرہ سے بھی جوڑ کر بنایا جاسکتا ہے۔

* **نیچے دیے ہوئے جملوں کو تو سین میں دیے ہوئے لفظوں سے جوڑ کر مرکب جملے بنائیے۔**

- ۱۔ میں نے بہت دیر اس کا انتظار کیا..... وہ مجھ سے ملنے نہ آیا۔ (اور - مگر - پھر)
- ۲۔ کھانا کھاؤ..... دودھ پی کر سو جاؤ۔ (نہ - یا - اور)
- ۳۔ پہلے ہم نے ملاقات کا وقت طے کر لیا..... ٹھیک وقت پر باغ میں پہنچ گئے۔ (پھر - تب - اور)

اضافی معلومات

'نوطرِ مرصع' فارسی کے مشہور قصے 'قصہ چہار درویش' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کی زبان مرصع اور دقیق ہے۔ جان گلکرسٹ نے میر امن سے اسی قصے کو آسان اردو میں لکھنے کے لیے کہا تھا۔ میر امن نے ترجمے کا یہ کام ۱۸۰۱ء میں شروع کیا اور ۱۸۰۲ء میں 'باغ و بہار' کے نام سے مکمل کر دیا۔ اس کتاب میں روزمرہ کی زبان استعمال کی گئی ہے۔ 'باغ و بہار' میں دہلی کے رسم و رواج، لباس و غذا، مشاغل وغیرہ کا نہایت خوش اسلوبی سے بیان ہوا ہے۔ اردو کی نثری داستانوں میں اسے زبان و بیان کے اعتبار سے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہے۔ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کے ترجمے کیے گئے ہیں۔ اردو زبان و ادب کا فرانسیسی عالم گارساں دتاسی اس کتاب کا بڑا شیدائی تھا۔ اس نے کئی خطبات میں 'باغ و بہار' کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔